برصغیر میں فقہ اسلامی کے روایتی مکتبہ فکر (فقہ حنفی) کے رجحان کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of the traditional school of thought of Islamic jurisprudence (Hanafi jurisprudence) in the subcontinent

Dr. Haq Nawaz
The Orator, Religious Affairs Branch, DHA Lahore
Email: drhaqnawaaz@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0001-9925-9658

Abstract
Most of the population of the subcontinent follows Hanafi jurisprudence, which is the model of Imam Abu Hanifa, may God have mercy on him. In the methods of Hanafi jurisprudence, in addition to the Qur'an and Sunnah, other secondary sources are also very important. In Hanafi jurisprudence, personal imitation is of great importance, while in ijtihad issues, circumstances and times are taken into account. Both rational and analogical arguments are important, but wisdom is subordinated to tradition. Among the characteristics and distinctions of Hanafi jurisprudence, its Shurai jurisprudence is of great importance. While Hanafi jurisprudence with its comprehensiveness exists in a fully codified form. Hanafi jurisprudence is widely accepted. The main reason for which this fiqh is accessible to talented scholars, a large number of works written on it and major jurists and Sufis are associated with this fiqh. These are all the reasons that distinguish Hanafi jurisprudence from all other schools of jurisprudence۔
Keywords: Quran, Hadith, sunnah Personal imitation, Imam Abu Hanifah, Manhaj, Hanafi jurisprudence, Shurai jurisprudence.

برصغیر کی بیشتر آبادی جو کہ سنی کہلاتے ہیں ان سنی مسلمانوں کے دو بڑے گروہ ہیں ایک دیوبندی اور دوسرے بریلوی، یہ دو گروہ فقہ اسلامی میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار اور مقلدین ہونے کی وجہ سے حنفی کہلاتے ہیں برصغیر کے روایتی مکتبہ فکر کے افراد فقہ حنفی کی تقلید کرتے ہیں۔

تقلید کی تعریف

علامہ ابن ہمام اور علامہ ابن نجیم نے تقلید کی تعریف یوں کی

"التقليد العمل بقول من ليس قوله احدى الحجج بلا حجة منها"

تقلید کا معنی ہے کہ جس شخص کا قول ماخذ شریعت میں سے نہیں ہے اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کرنا۔[1] معلوم ہوا مقلد اپنے امام کے قول اور رائے کو ماخذ شریعت نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ماخذ تو اولا قرآن و سنت ہیں جبکہ انھیں کے ذیل میں اجماع و قیاس ہیں۔ البتہ مقلد جس امام کی تقلید کرتا ہے وہ مکمل اعتماد کرکے تقلید کرتا ہے کہ قرآن و سنت سے جو مسئلہ اس کے امام نے سمجھا وہ میرے لئے قابل اعتماد ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (80ھ-150ھ)

فقہ حنفی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام نعمان بن ثابت تھا۔لقب یا کنیت ابو حنیفہ ہے 80ھ میں پیدا ہوئے۔امام صاحب تابعی تھے۔خطیب بغدادی رحمہ اللہ(متوفی ۴۶۳ھ)لکھتے ہیں "النعمان بن ثابت أبو حنيفة التيمي إمام أصحاب الرأي وفقيه أهل العراق، رأى أنس بن مالك و سمع عطاء بن أبي رباح"[2]

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کوفہ سے تھا اور کوفہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کا مسکن رہا ہے۔ان حضرات کی محنت سے کوفہ فقہ اسلامی کا مرکز بن گیا جہاں بڑے بڑے فقہائے کرام نے جنم لیا۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی مسلک کی بنیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح رحمہ اللہ کے فیصلوں اور منہج پر قائم ہے[3]

فقہ حنفی کا منہج

احناف کے ہاں احکام کے استنباط کے ماخذ شرعیہ مندرجہ ذیل ہیں

1۔قرآن مجید،2۔سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم،3۔اجماع،4۔قیاس،5۔استحسان،6۔المصالح المرسلۃ/ الاستصلاح7۔الاستصحاب،8۔العرف،9۔مذہب الصحابی،10۔شرائع من قبلنا اور 11۔الذرائع[4]

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ امام ابو حنیفہؒ کے منہج استنباطِ احکام کے حوالے سے لکھتے ہیں

آخذ بكتاب الله فإن لم أجد فبسنة رسول الله فإن لم أجد فبقول الصحابة آخذ بقول من شئت منهم ولا أخرج عن قولهم إلى قول غيرهم،فأما إذاانتهى الامر إلى إبراهيم والشعبي وابن سيرين وعطاء فقوم اجتهدوا فاجتهدكمااجتهدو[5]

'میں مسائل کے استنباط میں کتاب اللہ قرآن مجید کو لیتا ہوں۔اگر قرآن میں نہ پاؤں تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتا ہوں۔اگر اس میں بھی نہ پاؤں تو صحابہ کرام کے اقوال میں سے جس کو چاہتا ہوں لیتا ہوں۔ان صحابہ کرام کے قول کو چھوڑ کر کسی کا قول نہیں لیتا۔پس جب معاملہ ابراہیم، شعبی، ابن سرین اور عطاء جیسے فقہا تک آتا ہے کہ جس میں یہ اجتہاد کرتے ہیں۔تو میں بھی ان مسائل میں اجتہاد کرتا ہوں جیسے وہ اجتہاد کرتے ہیں'۔

فقہ حنفی کی خصوصیات وامتیازات

1. **شورائی فقہ:** فقہ حنفی کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ یہ شورائی فقہ ہے ہر مسئلہ مجلس شوریٰ کے سامنے پیش ہوتا اور اس پر بحث ومباحثہ کیا جاتا امام صاحب نے جو مجلس شوریٰ قائم کی تھی اس میں اس وقت کے جید فقہاء کرام، محدثین اور مجتہدین حضرات تھے جو کہ پوری آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی اس مجلس شوریٰ میں جو حضرات مسائل کا مذاکرہ کرتے ان میں سے اہم ترین کے نام یہ ہیں امام ابویوسف، امام زفر، امام داؤد طائی، حبان بن علی، قاسم بن معن، علی بن مسھر، عافیہ، اسد بن عمر اور مندل بن علی تھے۔ جب کوئی صاحب شوریٰ میں موجود نہ ہوتا تو اس کا انتظار کیا جاتا تھا۔ یوں ہر ایک کی رائے کا احترام ہوتا تھا۔[6] معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب فقہ حنفی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس میں صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے ہی آخری معیار ہے بلکہ امام صاحب نے اس طریقے پر اس فقہ کو مدون کیا کہ جس میں بڑے بڑے جلیل القدر فقہائے کرام کی آراء بھی ہوں، ان کو آزادی بھی ہو اور ان کی رائے کا احترام بھی ہو۔
2. **مدون فقہ:** فقہ حنفی کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ امت مسلمہ کی پہلی باقاعدہ مدون فقہ ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے بھی فقہ اسلامی میں رجحانات موجود رہے ہیں۔ مگر پہلی باقاعدہ فقہ اسلامی کی تشکیل امام صاحب نے کی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ شافعی المسلک ہیں، وہ فرماتے ہیں "اول من دون الفقہ ورتب ابوابہ"۔[7] امام ابوحنیفہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فقہ اسلامی کو مدون کیا اور اس کے ابواب کی ترتیب قائم کی۔ امام صاحب کا یہ ایسا کارنامہ ہے کہ جو امت کے لئے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک بہترین نمونہ ثابت ہوا ہے۔ ایسا نمونہ کہ امت کے لئے دین پر عمل درآمد کے لئے فقہ اسلامی کی رہنمائی ضروری بن گئی۔
3. **وسعت وجامعیت:** فقہ حنفی کی ایک امتیازی خصوصیت اس کی وسعت اور جامعیت ہے۔ اسی خصوصیت نے اس کو مقبول عام بھی کیا یہی وجہ ہے کہ اتنا منظم فقہی مذہب اور مسلک کوئی اور امام پیش نہیں کر سکا بلکہ دیگر فقہی مسالک کے علماء بھی نکاح، طلاق، بیوع اور معاملات کے مسائل میں فقہ حنفی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ علامہ علی طنطاویؒ فرماتے ہیں۔ "والمذهب الحنفي اليوم أوسع المذاهب انتشارا، وأوسعها فروعا وأقوالا، وهو أنفع المذاهب في استنباط القوانين الجديدة، والأجتهادات القضائية، يليه في كثر الفروع المذهب المالكي، وقد عرفت ذلك في السنين التي اشتغلت فيها بوضع مشروع قانون الأحوال الشخصية، وسبب ذلك أن المذهب الحنفي صار مذهب دولة مدة العباسيين والعثمانيين، وهي ثلاثة

أرباع التاريخ الأسلامي، والمالكي مذهب المغرب طول هذه المدة، فكثرت فيهما الفروع والمناقشات، أما المذهب الشافعي فلم يكن مذهبا رسميا الا حقبة قصيرة أيام الأيوبيين، بينما اقتصر المذهب الحنبلي على نجد والحجاز اليوم"8

'مذہبِ حنفی آج پوری دنیا میں تمام مذاہب میں سب سے زیادہ پھیلا ہوا مذہب ہے، اور اسی طرح سے فقہی جزئیات واقوال کے اعتبار سے یہ مذہب سب سے زیادہ وس ہے لیے۔ نت نئے قوانین وضوابط کے استنباط، اور قضاء سے متعلق اجتہادات میں اس سے زیادہ نافع مذہب کوئی بھی نہیں ہے۔ مذہبِ حنفی کے بعد کثرتِ فروع وجزئیات میں دوسرا مذہب مالکی ہے۔ مجھے اس کا اندازہ ان سالوں میں ہوا جب میں پرسنل لاء کی منصوبہ سازی پر کام کر رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عباسی اور عثمانی خلافتوں کے دوران مذہبِ حنفی سرکاری مذہب تھا، اور یہ دونوں ہی خلافتیں تاریخِ اسلام کے تین ربع کو محیط ہیں، جب کہ اس پوری مدت میں مالکی مذہب اندلس کا سرکاری مذہب رہا ہے، اسی لئے ان دونوں ہی مذاہب میں فروعی مسائل اور فقہی مناقشات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس مذہبِ شافعی ایوبی سلطنت کے دوران ہی مختصر مدت کے لئے سرکاری مذہب کی حیثیت رکھتا تھا، جب کہ حنبلی مذہب اس وقت نجد اور حجاز میں میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔'

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا مستشرقین اور مغربی مصنفین کا عظیم ترین علمی اور ادبی کارنامہ ہے اور اسے انگریزی زبان کا سب سے اہم موسوعہ مانا جاتا ہے۔ اس انسائیکلوپیڈیا کے مقالہ نگار نے فقہِ حنفی کی ہم آہنگی، لچک اور وسعت کا اعتراف مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:

The school of Abū Ḥanīfah acquired such prestige that its doctrines were applied by a majority of Muslim dynasties.
His legal acumen and juristic strictness were such that Abū Ḥanīfah reached the highest level of legal thought achieved up to his time. Compared with his contemporaries, the Kufan Ibn Abī Laylā (d. 765) the Syrian Awzāʿī (d. 774) and the Medinese Mālik (d. 795)his doctrines are more carefully formulated and consistent and his technical legal thought more highly developed and refined.[9]

یعنی ابوحنیفہؒ کے مذہب کو اتنا اثر ورسوخ حاصل تھا کہ اکثر اسلامی خلافتیں اور بادشاہتیں اسی مذہب کی پیروکار تھیں۔ ابوحنیفہؒ کی قانونی اور فقہی بصیرت وذکاوت اس زمانہ تک حاصل کی گئی قانونی فکر کے سب سے اعلی معیار تک پہنچی ہوئی تھی۔ اپنے معاصرین ابن ابی لیلیؒ کوفی متوفی ۷۶۵ء، اوزاعیؒ شامی متوفی ۷۷۴ء، اور مالک مدنیؒ متوفی ۷۹۵ء کے مقابلہ میں آپ کے اصول کی تشکیل زیادہ محتاط انداز سے کی گئی ہے اور اس میں استقلال اور ہم آہنگی زیادہ ہے اور آپ کے علمی اور قانونی افکار وروں کے مقابلہ میں زیادہ معیاری انداز سے مرتب اور منقح کئے گئے ہیں۔

یہ چند امتیازی خصوصیات ہیں جو کہ فقہ حنفی میں پائی جاتی ہیں جو کہ باقی تینوں فقہی مذاہب سے فقہ حنفی کو ممتاز کرتی ہیں۔

فقہ حنفی کے مقبول عام اور اشاعت کے اسباب

فقہ حنفی کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مقبولیت سے نوازا ہے مختلف ممالک میں مسلمان مسلمانوں کی بڑی تعداد داد فقہ حنفی کے مطابق عبادات کی ادائیگی کرتے ہیں۔ مقبولیت کا دائرہ کوفہ سے نکل کر سارے عالم میں پہنچ چکا ہے۔ اتنی بڑی پذیرائی ملنے کے پیچھے کونسے عوامل اور اسباب کارفرما ہوسکتے ہیں کہ برصغیر اور کوفہ میں اس قدر زمینی فاصلہ ہونے کے باوجود برصغیر کا آج کا سب سے بڑا مذہب فقہ حنفی ہے ذیل میں چند اسباب ذکر کئے جاتے ہیں۔

اخلاص وللّٰہیت

فقہ حنفی کی بقا اور اشاعت کی ایک بڑی وجہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اخلاص وللّٰہیت ہے رب کی رضا جس عمل میں ہو رب تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔ حضرت وکیع فرماتے ہیں

عن وکیع بن الجراح "کان واللہ ابو حنیفة عظیم الأمانة، وکان اللہ فی قبله، جلیلا عظیما یوٴثر رضاه علی کل شی ولو اخذته السیوف فی اللہ تعالی لاحتمل، فرضی اللہ عنه رضا الابرار، فلقد کان واللہ منهم [10]

'فقہ حنفی کی اشاعت ومقبولیت کو اللہ تعالیٰ کی رضا ومنشاہی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ دنیا کی ثقافتیں اور کلچرز ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں کہاں چین اور کہاں روم، کہاں عراق اور کہاں ہندوستان وپاکستان ہر مقام پر فقہ حنفی کی مقبولیت عام ہے'۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

و یدل علی صحة نزاہته عنها، ما نشر اللہ تعالی له من الذِّکر المنتشر فی الآفاق، والعلم الذی طبق الأرض، والأخذ بمذهبه وفقهه والرجوع إلی قوله وفعله،[11]

'اور امام ابو حنیفہ کے فقہ کی پاکیزگی کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے ان کو پوری دنیا میں شہرت بخشی ہے اور ان کے علم سے روئے زمین کے علماء سیراب ہورہے ہیں اور پوری دنیا میں ان کے مذہب اور فقہی اجتہادات پر عمل کیا جاتا ہے اور ان کے قول وفعل کی جانب توجہ دی جاتی ہے'۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

مجھے ایسا نظر آتا رہا کہ مذہب حنفی میں کوئی خاص بات اور اہم راز ہے۔ میں برابر اس مخفی راز کو سمجھنے کے لئے غور وفکر کرتا رہا حتی کہ مجھ پر وہ بات کھل گئی جسے بیان کر چکا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ معنی دقیق کے اعتبار سے اس

مذہب کو ان دنوں تمام مذاہب پر غلبہ و فوقیت حاصل ہے۔ اگر معنی اولیٰ کے اعتبار سے بعض دوسرے مذاہب اس پر فائق بھی ہیں۔ اور میرے سامنے یہ بات بھی آئی کہ یہی وہ راز ہے جس کا بسا اوقات بعض ارباب کشف کسی درجہ میں ادراک کر لیتے ہیں اور پھر اس کو تمام مذاہب کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں اور بعض مرتبہ یہی راز تصلب و پختگی کی بابت الہام کے طور پر اور کبھی خواب کی صورت میں اس طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے اس مذہب پر عمل کے سلسلہ میں تحریض ہوتی ہے"[12]۔

باصلاحیت اور مخلص شاگردوں کا میسر ہونا

کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو اس کا نام اور کام تب تک جاری نہیں ہو سکتا جب تک اس کے کام کو آگے بڑھانے والے اس کے پاس ایسے رفقاء موجود نہ ہو جو بے لوث اپنے استاذ کا کام آگے بڑھائیں۔ ایسے افراد کا مل جانا رب تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے۔ ورنہ کتنی ہی نامور ہستیاں گزری ہے جو کہ اپنے وقت میں جبال علم کی حیثیت رکھتی تھیں مگر ان کا کام کتابوں میں دفن ہو گیا ان کے کام کو آگے بڑھانے والے مخلص شاگرد میسر نہ ہوئے اس بات کا اعتراف امام شافعی رحمہ اللہ نے کیا کہ حضرت لیث بن سعد علم فقہ اور حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے ہم عصر تھے مختلف امور میں اختلاف بھی رہا مگر ان کا کام محض کتابوں کی زینت بن گیا جبکہ قابلیت کیا عالم تھا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ الليث أفقه من مالك إلا أن أصحابه لم يقوموا به . 13

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے مخلص اور باصلاحیت شاگرد عطا فرمائے جنہوں نے امام مالک کے منہج کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور اپنے استاذ کے کارناموں کو دنیا کے سامنے خوب روشن کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد بھی سینکڑوں میں ہیں لیکن خاص طور پر جو شاگرد امام صاحب سے وابستہ رہے وہ یہ ہے امام ابو یوسف، امام محمد ان کو صاحبین بھی کہا جاتا ہے، امام زفر اور امام حسن بن زیاد ان حضرات نے اور دیگر مخلصین اور ان کے شاگردوں نے فقہ حنفی کو مضبوطی سے تھاما اور بلاد عالم میں خوب شہرہ کیا۔

تصنیفی خدمات

اگر کوئی مسلک اور مذہب مکمل اصول و فروع کے ساتھ تصنیفی اور تحریری شکل میں موجود نہ ہو تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ مذہب مفقود ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کے نقوش لوگوں کے قلوب و اذہان سے مٹتے چلے جاتے ہیں۔ مذاہب اربعہ کے زندہ رہنے کی بنیادی وجہ ان مذاہب کے فقہاء کی تصنیفی خدمات ہیں۔ یہاں صرف دو بڑے حنفی فقہاء (امام ابو یوسف اور امام محمد) کی کتب کا ہی تذکرہ کیا جاتا ہے جس سے یہ سمجھنا آسان ہو گا کہ فقہ حنفی مقبول عام کن بنیادوں پر ہے۔ ابن ندیم نے امام ابو یوسف کی تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب کا نام لکھا ہے۔

كتاب الصلاة، كتاب الزكاة، كتاب الصيام، كتاب الفرائض، كتاب البيوع، كتاب الحدود، كتاب الوكالة، كتاب الوصايا، كتاب الصيد والذبائح، كتاب الغصب والاستبراء ولأبي يوسف املاء رواه بشر بن الوليد القاضي يحتوى على ستة وثلثين كتابا مما فرعه أبو يوسف، كتاب اختلاف الأمصار، كتاب رسالته فى الخراج إلى الرشيد، كتاب الجوامع ألفه ليحيى بن خالد يحتوى على اربعين كتابا ذكر فيه اختلاف الناس والراى الماخوذ به.[14]

امام محمد بن الحسن کی درج ذیل کتابوں کا ابن ندیم نے ذکر کیا ہے۔

ولمحمد من الكتب فى الاصول كتاب الصلاة، كتاب الزكاة، كتاب المناسك، كتاب نوادر الصلاة، كتاب النكاح، كتاب الطلاق، كتاب العتاق وامهات الاولاد، كتاب السلم والبيوع، كتاب المضاربة الكبير، كتاب المضاربة الصغير، كتاب الاجارات الكبير، كتاب الاجارات الصغير، كتاب الصرف، كتاب الرهن، كتاب الشفعة، كتاب الحيض، كتاب المزارعة الكبير، كتاب المزارعة الصغير، كتاب المفاوضة وهى الشركة، كتاب الوكالة، كتاب العارية، كتاب الوديعة، كتاب الحوالة، كتاب الكفالة، كتاب الإقرار، كتاب الدعوى والبينات، كتاب الحيل، كتاب الماذون الصغير، كتاب الديات، كتاب جنايات المدبر والمكاتب، كتاب الولاء، كتاب الشرب، كتاب السرقة وقطاع الطريق، كتاب الصيد والذبائح، كتاب العتق فى المرض، كتاب العين والدين، كتاب الرجوع عن الشهادات، كتاب الوقوف والصدقات، كتاب الغصب، كتاب الدور، كتاب الهبة والصدقات، كتاب الايمان والنذور والكفارات، كتاب الوصايا، كتاب حساب الوصايا، كتاب الصلح والخنثى والمفقود، كتاب اجتهاد الراى، كتاب الإكراه، كتاب الاستحسان، كتاب اللقيط، كتاب اللقطة، كتاب الآبق، كتاب الجامع الصغير، كتاب اصول الفقه ولمحمد، كتاب يعرف بكتاب الحج يحتوى على كتب كثيرة، كتاب الجامع الكبير، كتاب امالى محمد فى الفقه وهى الكيسانيات، كتاب الزيادات، كتاب زيادة الزيادات، كتاب التحرى، كتاب المعاقل، كتاب الخصال، كتاب الاجارات الكبير، كتاب الرد على اهل المدينة، كتاب نوادر محمد رواية بن رستم[15]

حقیقت یہ ہے کہ امام محمد نے اپنی تصانیف کے ذریعہ ہی فقہ حنفی کا نام زندہ اور روشن رکھا ہے اور انہی کی کتابیں فقہ حنفی کا دارومدار ہیں۔ اگر کہا جائے کہ فقہ حنفی کو زندہ رکھنے میں ایک بڑا سبب اور اہم کردار امام محمد بن الحسن کی کتابوں اور تصنیفی خدمات کا ہے تو یہ غلط نہ ہو گا۔

فقہ حنفی صیقل شدہ فقہ ہے

فقہ حنفی تجربات کی بھٹیوں میں پک پک کر کندن ہو چکی ہے۔ حکومتی اور قضا کے فیصلے اسی کے مطابق ہوتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی نافعیت بڑھتی چلی گئی اور مذاہب اربعہ میں سب سے مقبول ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ شیخ ابوزہرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی میں علماء کے اقوال کی کثرت، راجح اور مرجوح نے فقہ حنفی

میں وسعت پیدا کر دی ہے جس سے اس فقہ کا دامن اتنا وسیع ہو گیا کہ اس میں زمانہ کے حالات ولوازمات کے ساتھ چلنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔[16]

دعوت دین کی کاوشیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ حنفی حضرات نے صرف فقہ اسلامی کی مسند پر ہی تکیہ نہیں کر لیا تھا بلکہ دین کے دیگر شعبوں میں بھی سر گرم رہے۔ انہیں میں دعوت دین کا ایک شعبہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ حنفی علماء اور فقہاء نے دعوت دین کا علم بلند کیا تو ان کے ہاتھوں حلقہ بگوش اسلام ہونے والے سب حنفی تھے جنہوں نے آگے چل کر سلطنتوں کے نظام سنبھالے جیسا کہ سلجوقی سلطنت، خلافت عثمانی اور مغل سلطنت۔ اسی طرح چنگیز خان کی حکومت جب بیٹوں میں منتقل ہوئی تو اس کی نسل میں سے برکہ خان نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح دیگر لوگ بھی مسلمان ہوئے۔[17]

برصغیر میں اسلام کی دعوت صوفیائے کرام کے ذریعے پھیلی جو کہ حنفی تھے اس لئے حنفی مذہب مقبول عام ہو گیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ کے حوالہ سے مولانا سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں سلسلہ چشتیہ کی بنیاد ہندوستان میں پہلے ہی دن سے اشاعت اسلام کا باعث بنی۔ اس سلسلہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتی کے ہاتھ پر اس قدر لوگ مسلمان ہوئے کہ تاریخ کے اس اندھیرے میں اندازہ لگانا مشکل ہو گیا یہ صوفیاء اجمیر میں عزلت گزریں ہوئے اور اسلام کا چراغ بڑی آب وتاب سے روشن کیا اور ان کے انفاسِ قدسیہ سے جوق در جوق انسانوں نے ایمان کی دولت پائی"[18]۔

یہ سب صوفیائے کرام چونکہ حنفی تھے، لہٰذا نو مسلم بھی فقہ حنفی سے ہی وابستہ ہوئے۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہو گیا کہ برصغیر میں فقہ حنفی نے نہ صرف مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کی بلکہ اشاعت اسلام کا باعث بھی بنا جو کہ اس اعتراض کا جواب بھی ہے کہ فقہ اسلامی نے لوگوں آپس میں توڑا اسلام سے دور کر کے فقہی مسالک میں تقسیم کر دیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ فقہ اور فقہاء سے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حفاظت دین کا کام لیا بلکہ اشاعت دین کا کام بھی لیا۔

حنفی مکتبہ فکر کے رجحانات کا تجزیاتی مطالعہ

فقہ حنفی سے منسلک روایتی مکتبہ فکر کے دو گروہ یعنی دو الگ الگ مکاتب فکر سامنے آئے۔ آج بھی برصغیر میں مسلمانوں کی تعداد کی اکثریت انہیں دو مکاتب فکر کی ہے پہلا مکتبہ فکر دیوبندی کہلاتا ہے جو اپنی نسبت دارالعلوم دیوبند کی طرف کرتا ہے اور دارالعلوم کے زعماء کو ہی اپنا اکابر اور پیشوا مانتا ہے۔ جبکہ دوسرا مکتبہ فکر بریلوی کہلاتا ہے جو کہ اپنی نسبت اس مسلک اور مکتب فکر کے بانی مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی طرف کرتا ہے۔ ان دونوں مکاتب فکر میں بنیادی اختلاف بعض عقائد کی تشریح و توضیح کے حوالہ سے ہے۔ اس اختلاف کی بنیاد پر ایک

دوسرے کے اکابرین کی عبارات پر شدید تنقید کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تاہم یہ دونوں مکاتب فکر جس بات پر جمع ہے وہ حنفی ہونا ہے۔ یہ دونوں مکاتب فکر فقہ حنفی کے پیروکار اور مقلدین ہیں ان دونوں مکاتب فکر کے تعلیمی اداروں کا مدارس کی صورت میں برصغیر میں جال بچھا ہوا ہے۔ جہاں کثیر تعداد میں طلباء کو فقہ حنفی کے مطابق آٹھ سالہ تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مکتبہ فکر کے رجحانات درج ذیل ہیں۔

فقہی جزئیہ کی تائید میں قرآن وحدیث کی شہادت

فقہ حنفی میں مسئلہ اور فتوی کا طرز یہ ہے پہلے فقہی جزئیہ پیش کیا جاتا ہے اس کی تائید میں قرآن وحدیث کی شہادت لائی جاتی ہے عام اسلوب اور طرز یہی ہے اور عام حنفی فقہاء اور علماء اسے ہی اختیار کرتے ہیں۔ تاہم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی بحث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ انہوں نے اس ترتیب کو بدلنے کی کوشش کی کہ قرآن وحدیث کو اصل صورت میں لاکر فقہی جزئیہ کو بطور فرع لایا جائے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش بھی کی۔ جس کو بعض حنفی فقہاء نے بھی اختیار کیا۔ جبکہ قدیم حنفی فقہاء میں امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کا یہی اسلوب تھا اور عصر حاضر میں مولانا ابو عمار زاہد الراشدی بھی اسی اسی بات کے قائل ہیں وہ لکھتے ہیں

میں بحمد اللہ تعالیٰ ایک شعوری حنفی ہوں اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے اس اسلوب کو زیادہ قرین قیاس اور قرین انصاف سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک فقہائے احناف میں سے امام ابو جعفر طحاویؒ کا یہ اسلوب زیادہ آئیڈیل حیثیت رکھتا ہے کہ وہ کسی مسئلہ میں احناف کے موقف کی وضاحت یہ کہہ کر نہیں کرتے کہ امام ابو حنیفہؒ کا یہ فتویٰ ہے اور قرآن وحدیث اس کی یوں تائید کرتے ہیں، بلکہ وہ متعلقہ مسئلہ میں قرآن وحدیث سے تمام میسر آیات وروایات کو سامنے لاتے ہیں، ان سے پیدا ہونے والے ممکنہ پہلوؤں کا تعین کرتے ہیں، ان کا تجزیہ وتنقیح کرکے ترجیحات قائم کرتے ہیں اور پھر ایک پہلو کو ترجیح دے کر یہ کہتے ہیں کہ یہ بات جو انھوں نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے دلائل کے ساتھ ثابت کی ہے، امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔[19]

وقت کے ساتھ ساتھ جو لوگوں میں تبدیلی آئی اس میں ایک یہ بھی ہے کہ اب لوگ مسئلہ پوچھتے ہوئے ابتداء ہی عموما اس بات سے کرتے ہیں کہ اس حوالہ سے قرآن وحدیث کیا فرماتے ہیں۔ اس لئے حنفی فقہاء کو اس کے لئے بھرپور محنت کی ضرورت ہے تاکہ عوام الناس کی صحیح انداز میں فقہی وشرعی رہنمائی کی جاسکے۔

تقلید شخصی

تقلید کے حوالہ سے دو باتیں سمجھنے کی ہیں 1۔ تقلید بھی واجب ہے 2۔ تقلید شخصی بھی واجب ہے۔ چاروں فقہوں کے مقلدین کا ماننا یہ ہے کہ فقہ اسلامی میں مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید لازمی ہے جو جس

مذہب کو اختیار کرلے تو اپنے مسائل کا حل اسی مسلک کے تحت رہتے ہوئے تلاش کرے گا۔ان مقلدین کا یہ بھی ماننا ہے کہ تقلید صرف مسائل اجتہادیہ میں کی جاتی ہے۔[20] ان کے ہاں اس بات پر بھی اتفاق ہے ہے کہ چار ائمہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے علاوہ کسی اور کی تقلید جائز نہیں ہے۔ مولانا سعید احمد پالن پوری لکھتے ہیں ہیں چوتھی صدی میں امت مسلمہ نے ان چار ائمہ کی تقلید پر پر اجماع کیا کہ ان کے علاوہ وہ کسی کی بھی تقلید ناجائز ہے[21] اس پر ابن ہمام کا قول بھی ذکر کیا جاتا ہے ہے کہ اجماع منعقد ہو گیا اس بات پر کہ کہ چار ائمہ کے علاوہ کسی کی تقلید نہیں ہو گی[22]

مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں تقلید کے لئے کسی ایک مجتہد عالم کو اختیار کیا جائے اور ہر ایک مسئلہ میں اسی کا قول اختیار کیا جائے اسے تقلید شخصی کہا جاتا ہے[23] اسی طرح مولانا سرفراز خان صفدر صدر نے لکھا ہے ہے جو شخص جس امام کا مقلد ہو تو وہ یہ نہ کرے کہ کسی مسئلہ میں کسی ایک امام کی تقلید کرے دوسرے مسئلہ میں دوسرے کی کیونکہ یہ کاروائی دین کو کھلونا بنادے گی[24]

مفتی محمد تقی عثمانی نے تقلید کے مختلف درجات لکھے ہیں وہ لکھتے ہیں

البتہ تقلید کے درجات مختلف ہوں گے ، عوام کے لئے تقلید کا پہلا درجہ ہو گا۔ عوام سے ہماری مراد مندرجۂ ذیل اقسام کے حضرات ہیں: (۱)۔ وہ حضرات جو عربی زبان اور اسلامی علوم سے بالکل ناواقف ہوں، خواہ وہ دوسرے فنون میں وہ کتنے ہی تعلیم یافتہ اور ماہر و محقق ہوں۔ (۲)۔ وہ حضرات جو عربی زبان جانتے اور عربی کتابیں سمجھ سکتے ہوں؛ لیکن انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور متعلقہ دینی علوم کو باقاعدہ اساتذہ سے نہ پڑھا ہو۔ (۳)۔ وہ حضرات جو رسمی طور پر اسلامی علوم سے فارغ التحصیل ہوں؛ لیکن تفسیر، حدیث، فقہ اور ان کے اصولوں میں اچھی استعداد اور بصیرت پیدا نہ ہوئی ہو۔ یہ تینوں قسم کے حضرات تقلید کے معاملے میں "عوام" ہی کی صف میں شمار ہوں گے، اور تینوں کا حکم ایک ہی ہے۔ اس قسم کے عوام کو "تقلید محض" کے سوا چارہ نہیں؛ کیونکہ ان میں اتنی استعداد اور صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہِ راست کتاب و سنت کو سمجھ سکیں، یا اس کے متعارض دلائل میں تطبیق و ترجیح کا فیصلہ کر سکیں۔ لہٰذا احکام شریعت پر عمل کرنے کے لئے ان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں اور اس سے مسائلِ شریعت معلوم کریں۔ اس درجے کے مقلد کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ دلائل کی بحث میں اُلجھے اور یہ دیکھنے کی کوشش کرے کہ کون سے فقیہ و مجتہد کی دلیل زیادہ راجح ہے؟ اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ کسی مجتہد کو متعین کر کے ہر معاملے میں اسی قول کے پر اعتماد کرتا رہے؛ کیونکہ اس کے اندر اتنی استعداد موجود نہیں ہے کہ وہ دلائل کے راجح و مرجوح ہونے کا فیصلہ کر سکے[25]

...... مزید لکھتے ہیں اگر ایسے مقلد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پا کر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے، تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہو گا؛ اس لئے کہ قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط ایک ایسا وسیع و عمیق فن ہے کہ اس میں عمریں کھپا کر بھی ہر شخص اس پر عبور حاصل نہیں کر سکتا۔[26]

متبحر عالم کی تقلید: "متبحر عالم" سے ہماری مراد ایسا شخص ہے جو اگرچہ رُتبۂ اجتہاد تک نہ پہنچا ہو؛ لیکن اسلامی علوم کو باقاعدہ ماہر اساتذہ سے حاصل کرنے کیا ہو، تفسیر، حدیث، فقہ اور ان کے اصول اسے مستحضر ہوں۔ ایسا شخص بھی اگرچہ رُتبۂ اجتہاد تک نہ پہنچنے کی وجہ سے مقلد ہی ہوتا ہے؛ لیکن وہ اپنے مذہب کا مفتی بن سکتا ہے، ایسے شخص کی تقلید عوام کی تقلید سے کچھ امور میں مختلف ہوتی ہے۔[27]

مجتہد فی المذہب کی تقلید کے حوالہ سے مفتی صاحب لکھتے ہیں مجتہد فی المذہب اُن حضرات کو کہتے ہیں جو استدلال و استنباط کے بنیادی اُصولوں میں کسی مجتہد مطلق کے طریقے کے پابند ہوتے ہیں؛ لیکن اُن اصول و قواعد کے تحت جزوی مسائل کو براہِ راست قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ وغیرہ سے مستنبط کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؛ چنانچہ ایسے حضرات اپنے مجتہد مطلق سے بہت سے فروعی احکام میں اختلاف رکھتے ہیں، لیکن اصول کے لحاظ سے اس کے مقلد کہلاتے ہیں۔ مثلاً: فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد۔ لہٰذا مجتہد فی المذہب اصول کے لحاظ سے مقلد اور فروع کے لحاظ سے مجتہد ہوتا ہے۔[28]

فقہ حنفی میں اجتہادی مسائل میں میں حالات وزمانہ کی رعایت

فقہ حنفی کی اہم ترین خوبی اس میں لچک کا ہونا اور زمانہ کے اعتبار سے وقت کے ساتھ چلنے کی مکمل صلاحیت موجود ہے. یہی وجہ ہے اتنا لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود نا صرف برصغیر کا بلکہ تمام عالم اسلام کا سب سے بڑا فقہی مذاہب فقہ حنفی ھے۔ اس حوالہ سے مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی نے فتاوی رضویہ کے حوالہ سے کتاب لکھی [29] اس کتاب میں انہوں نے فتاوی رضویہ پر تحقیق کی اور نتیجہ اخذ کیا کہ فتاوی رضویہ میں 70 سے زائد مسائل میں حالات اور زمانہ کی رعایت کی گئی ہے جو کہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ فقہ حنفی میں وقت کے ساتھ اجتہادی مسائل میں تبدیلی کی گنجائش موجود ہے

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس لچک اور نرمی سے علماء کرام فائدہ اٹھائیں اور فکری و مذہبی جمود توڑ کر مسائل اور حالات دونوں پر غور و خوص کر کے مسائل کا حل پیش کریں۔ اپنی فقہ سے بھلے باہر نہ ہو لیکن جو گنجائش فقہ حنفی کے اندر رہتے ہوئے ہو سکتی ہے اس کو ضرور اختیار کریں۔ ہاں اس کام میں محنت زیادہ کرنا پڑے گی محض

کتابی فتاوی جات کے بجائے حالات و زمانہ میں بھی غور کرنا پڑے گا جب کہ حالات و زمانہ سے واقف ہونا تو ایک فقیہ کی ذمہ داریوں میں سے اہم ذمہ داری ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں۔

من جهل باهل زمانه فهو جاهل[30]

جو آدمی اپنے اہل زمانہ کے طرز زندگی رہن سہن، معاشرت، مزاج و حالات سے واقف نہ ہو وہ جاہل ہے۔ لہذا تمام فقہ حنفی سے وابستہ مفتیان کرام کی ذمہ داری ہے کہ بازاروں کے معاملات سے لے کر عام حالات تک سب سے واقفیت حاصل کریں۔

فقہ حنفی میں روایت و درایت کا امتزاج ہے

امت مسلمہ میں روایت کا محاذ محدثین نے سنبھالا جبکہ درایت کا محاذ فقہاء کرام کے حصے میں آیا مگر ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا فقہ حنفی میں روایت اور درایت کا امتزاج نظر آتا ہے جس کی مثال فقہ حنفی کی اہم ترین کتاب ھدایہ[31] ہے جس میں مسئلہ کے ساتھ دلیل نقلی اور عقلی دونوں کا اہتمام کیا گیا ہے جب کہ عقل و درایت کو نص اور روایت پر فوقیت دینے کے بجائے اس کے تابع کیا گیا ہے فطرت کے قریب تر ہونے کی وجہ سے خلافت عباسیہ خلافت عثمانیہ اور مغل سلطنت میں سینکڑوں سال تک فقہ حنفی عدالتی قانون کے طور پر رائج رہی ہے۔

حاصل کلام

برصغیر کا سب سے بڑا فقہ مکتبہ فکر فقہ حنفی ہے، برصغیر میں سب سے زیادہ مقلدین و پیروکار فقہ حنفی کے ہیں۔ یہ فقہ امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے جو کہ تابعی تھے۔ فقہ حنفی میں احکام کے ماخذ قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ اجماع، قیاس، استحسان، مصالح مرسلہ، استصحاب، عرف، مذہب صحابی، ما قبل شریعتیں اور سد ذرائع ہیں۔ فقہ حنفی کی خصوصیات اور امتیازات میں اس کا شورائی فقہ ہونا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جب کہ فقہ حنفی اپنی وسعت اور جامعیت کے ساتھ مکمل مدون شکل میں موجود ہے۔ فقہ حنفی کو جو قبولیت عامہ حاصل ہے اس کی بنیادی وجہ اس فقہ کو باصلاحیت علماء کا میسر آنا، کثیر تعداد میں اس پر لکھی جانے والی تصنیفات اور بڑے بڑے فقہاء اور صوفیاء کا اس فقہ سے منسلک ہونا ہے۔ یہ تمام وہ وجوہات ہیں جو فقہ حنفی کو دیگر تمام فقہی مکاتب فکر سے ممتاز کرتی ہیں۔

حوالہ جات

[1] - امیر بادشاہ البخاری، **تیسیر التحریر** (مکہ مکرمہ: دارالباز، 2015ء)، 246:4؛ ابن نجیم، ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم، **فتح الغفار بشرح المنار** (مصر: مطبع مصطفی البابی الحلبی 1936ء)، 37:2۔

[2] - ابو بکر علی بن خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد** (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1404ھ) ۱۳/ ۳۲۳، ۳۲۴۔

[3] - الدہلوی، ص32۔

[4] - الدکتور وھبۃ الزحیلی، **أصول الفقہ الاسلامی** (پشاور: کتب خانہ رشیدیہ)، 417:1۔

[5] - حافظ ابن حجر عسقلانی، **تہذیب التہذیب** (بیروت: دارالفکر، 1404ھ 1984) 403:10۔

[6] **- تاریخ بغداد**، 226:10۔

[7] - جلال الدین سیوطی، **تبیض الصحیفہ** (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1410ھ)، 19۔

[8] - علامہ علی طنطاوی، **رجال من التاریخ** (جدہ: دارالمنارہ، 1418ھ)، 254-253۔

[9] https://www.britannica.com/topic/Islam/Doctrines-of-the-Qur-an/ *Zafar Ishaq Ansari*, ABU HANIFA۔

[10] - عبد الہادی المقدسی، **مناقب الائمۃ الاربعۃ** (دارالمؤید، 1416ھ)، 60۔

[11] - ابن اثیر، **جامع الأصول فی احادیث الرسول** (مکتبہ دارالبیان، 1389ھ)، 952:12۔

[12] - شاہ ولی اللہ، ت: پروفیسر محمد سرور، **فیوض الحرمین** (کراچی: دارالاشاعت، 2014ء)، 105۔

[13] ۔ **طبقات الفقہاء، 78؛ تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۰/ ۳۵۸؛ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ۲۴/ ۲۷۵؛ سیر اعلام النبلاء ۷/ ۲۱۶؛ الوافی بالوفیات، ۲۴/ ۳۱۲؛ تہذیب التہذیب ۸/ ۴۶۳؛ مغانی الاخیار فی شرح اسامی رجال معانی الآثار، ۲/ ۵۰۴۔**

[14] - بن ندیم، ترجمہ: محمد اسحاق بھٹی، **الفہرست** (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1990ء)، 253:1۔

[15] - ابن ندیم، ترجمہ: محمد اسحاق بھٹی، **الفہرست** (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1990ء)، 254:1۔

[16] - شیخ ابوزہرہ مصری، ت: پروفیسر غلام احمد حریری، **حیات حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ** (فیصل آباد: مکتبہ کشمیر، 1983ء)، 724۔

[17] **- تاریخ دعوت وعزیمت**، 331۔

[18] **- آئین اکبری**، سرسید ایڈیشن، ۲۷۰، بحوالہ **تاریخ دعوت وعزیمت** ص ۳۰۔

[19] http://alsharia.org/2013/oct/kalmahaq۔

[20] - مولانا امین صفدر اکاڑوی، **تجلیات صفدر** (ملتان: مکتبہ امدادیہ)، 376:3۔

[21] - سعید احمد پالنپوری، **تسہیل ادلہ کاملہ**، 75۔

[22] **فتح القدیر بحوالہ فتح المبین** ص374,**جواہر الفقہ**،1:122**اطمینان قلوب** ص16۔

[23]۔مفتی تقی عثمانی، **تقلید کی شرعی حیثیت**،15۔

[24]۔مولانا سرفراز خان صفدر، **الکلام المفید فی اثبات التقلید** (مکتبہ دارالعلوم دیوبند)،174۔

[25]**۔تقلید کی شرعی حیثیت**:۸۶،۸۵۔

[26]**۔تقلید کی شرعی حیثیت**،۸۷۔

[27]**۔تقلید کی شرعی حیثیت**۹۵،۹۴۔

[28]**۔تقلید کی شرعی حیثیت**۱۰۹،۱۰۸۔

[29]۔مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، **فقہ حنفی میں حالات زمانہ کی رعایت** (مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور)۔

[30]۔ابن عابدین شامی، **شرح العقود رسم المفتی** (کراچی: مکتبۃ البشری،1430ھ)98۔

[31]برہان الدین ابوالحسن علی بن ابو بکر مرغینانی، **الھدایہ**،4 جلدیں۔